یاری بشرط استواری

المعروف

دوستی کے آداب

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

امابعد! انسان اپنی فطرت پر کسی نہ کسی سے یاری اِستِوار (پکی دوستی) کرتا ہے لیکن ایک عرصہ کے بعد وہ دوست آپس میں دشمن بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد نہ صرف دوستی ٹوٹ جاتی ہے بلکہ دشمنی بڑھ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُصولِ دوستی سے بے خبر ہوتے ہیں۔ فقیر نے اِس رسالہ میں چند اُصول عرض کئے ہیں تاکہ یاری ودوستی قائم ودائم رہے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین صلی اللّٰہ علیہ والہٖ واصحابہ وسلم اجمعین

فقط والسلام

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

☆.....☆.....☆

☆.....☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! انسان آپس میں بُنیان دِیوَارِی (مضبوط دیوار) کی طرح ہے لیکن ان کا ایک ساتھ نِبھَانا (ساتھ چلنا) کَالۡبُعۡدِ بَیۡنَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ (دو مشرقوں کے درمیانی دوری) کی طرح ہے اس لئے کہ طَبَائِع (مزاج) مختلف ہوتی ہیں۔ زید کچھ کہتا ہے تو عمر و اس کے بَرعُکس (الٹ) پھر اس میں اکثر فِرعَونِی (سرکشی) مَادَّہ (عنصر) ہوتا ہے۔ انسان جب تک مَلَکِی (فرشتے جیسے) مَادَّہ (عنصر) کے تَابِع (فرماں بردار) نہ ہو اس وقت تک ایک دوسرے کا ساتھ نِبھَانا (ساتھ دینا) مشکل ہوتا ہے۔ اس کے چند اُصول ہیں۔ فقیر اس رسالہ "یاری بشرطِ اِستِواری" میں عرض کرتا ہے تاکہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہو کر زندگی بسر کر سکیں۔

گرقبول افتدزہے عزوشرف

وماتوفیق الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم

۳ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ، بروز جمعہ

بہاولپور۔ پاکستان

مقدمہ

مسلمان دراصل لفظ عربی **مسلم** کا نام ہے، اسلام ان کا مادہ ہے، جس کی ایک دوسرے سے صلح وسلامتی کی اصلی غرض وغایت ہے اسی لئے لازمی ہے کہ مسلمان کا اپنے دوسرے بھائی سے الفت و محبت اور اتحاد واتفاق کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ اسی لئے حضور ﷺ نے "**المتحابون في الله عزوجل**" اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کو اولیاء اللہ فرمایا ہے اور قیامت میں ان کے بہ نسبت دوسروں کے مَراتِب بلند تر ہو اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتری منظور ہے تو اسے بغور نعمتِ دوستی عطا فرماتا ہے[1] اور فرمایا کہ عالم کی مجلس میں بیٹھنا کبھی فائدہ سے خالی نہیں ہوتا۔[2]

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے فرمایا اگر میں سمجھتا کہ دو رکعت نفل تمہارے پاس بیٹھنے سے زیادہ فضیلت والی چیز ہے تو کبھی تمہارے پاس نہ بیٹھتا یعنی میں سمجھتا ہوں کہ احباب کے پاس میرا بیٹھنا بھی عبادت ہے۔[3] (اللمع فی التصوف)

---

[1] (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق ،2/ 158، دار المعرفة – بيروت)

[2] (عون المعبود، كتاب العلم، باب في القصص، 10/ 81، الحديث 3667، دار الفكر، سنة النشر: 1415هـ/ 1995م)

[3] (كتاب اللمع فى التصوف لأبى نصر السراج الطوسى، باب في آداب المشايخ ورفقهم بالاصحاب وعطفهم عليهم، ص 304،، 1914م ، اى جے ڈبلیو گب میموریل، والیم 22)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"میری دوستی کا حق انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو میرے نام پر ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں پھر ایک دوسرے کو ملنے کے لئے اور دیدار کرنے کے لئے آجاتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کی امداد پر کمربستہ ہیں۔"[4]

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ میرے پسندیدہ اور محبوب بندے جنہوں نے میرے نام پر ایک دوسرے سے دوستی اختیار کی۔ آج جب کہ خلق (مخلوق) کی پناہ کے لئے کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں لوں۔[5]

حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے بذریعہ وحی پوچھا کہ

اے داؤد لوگوں سے بھاگ کر اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا اے اللہ! تیری محبت نے مجھے دنیا ومافیہا (یعنی اور جو کچھ اس میں ہے) سے بے خبر کر دیا ہے اور دنیا کے سب لوگوں سے مجھے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد! ہوش میں آؤ اور اپنے لئے دوست تلاش کرو البتہ جو شخص راہِ دین میں تیری مدد نہ کرسکے اس سے بے شک علیحدہ رہ کیونکہ وہ دل کی سیاہی کا باعث (ذریعہ) ہوتا ہے۔[6]

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ وقت رحلت کہہ رہے تھے کہ

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں گنہگار تھا۔ لیکن تیرے اطاعت گزاروں کو میں نے ہمیشہ تیرے لئے دوست رکھا، میرے اس فعل کو میرے گناہوں کے کفّارہ کے طور پر قبول فرمالے۔[7]

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنستے ہیں تو ان کے گناہ ایسے ہی علیحدہ ہو جاتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔[8]

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں ان کے لئے سُرخ یاقُوت کے ستون سجائے جائیں گے اور ان کے سر پر ستر ہزار دریچے (یعنی کھڑکیاں) ہوں گے، جن میں سے وہ اہلِ بَہِشْت (جنتیوں) کو دیکھا کریں گے اور ان کے چہروں کا نور شُعاعوں کی صورت میں اہلِ بَہِشْت پر پڑے گا جیسے سورج کی شُعاعیں دنیا پر پڑتی ہیں۔ تب اہلِ بَہِشْت کہیں گے کہ چلو ان لوگوں کا دیدار کریں اور پھر وہاں پہنچ کر انہیں سبز مخملیں

---

[4]) " قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ ".

(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الحب في ،الفصل الثاني، 3/ 1395، الحديث5011، المكتب الإسلامي – بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

[5]) (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الحب في ،الفصل الثاني، 3/ 1394، الحديث5006، المكتب الإسلامي – بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

[6]) (إحياء علوم الدين للغزالي ،كتاب العلم، الباب السادس في آفات العلم وبيان علامات علما الآخرة والعلماء السوء،1/ 60، دار المعرفة – بيروت)

[7]) (روض الرياحين الندية بشرح العربعين اللحجية من كلام خير البرية لطلاب المدرسة الصولتية،ص103، دار الكتب العلمية – بيروت، 2007م)

[8]) (الفوائد الشهير بالغيلانيات لأبي بكر الشافعي،باب آداب النبي صلى الله عليه وسلم وأخلاقه وما كان يستحب من الطعام ،1/ 687، الحديث933، دار ابن الجوزي – السعودية،الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧ م)

پوشاکوں(لباسوں) میں ملبوس پائیں گے اور ان کی پیشانیوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دکھائی دیں گے ''اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ ''[9](احیاء العلوم)یعنی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے کو دوست بنایا۔

دوستی کی شرائط: ہر شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ اس سے صحبت اور دوستی کی جاسکے کیونکہ صحبت کے لائق وہی شخص ہوتا ہے جس میں تین صفات موجود ہوں۔ اوّل یہ کہ عاقل ہو کیونکہ جاہل کی صحبت بالکل بے کار سی چیز ہے اور بالآخر اس سے وحشت سی ہونے لگتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال کے نچوڑ کو ایک اردو شاعر اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:

مان میرے قول کو تو جاہلوں سے کر گریز — دوستی جاہل کی کر دیتی ہے عاقل کو بیاد
صحبت ناجنس کا انجام ہے ہوتا یہی — لفظ جاہل سے تجھے کرے گی خلق یاد

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کریما'' میں گویا یہی مضمون باندھا ہے:

زجاہل حذرکردن اولی بود — کزوننگ دنیاو عقبیٰ بود[10]

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا O(پارہ19، سورۃ الفرقان، آیت23)

ترجمہ: اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

دوسرے یہ کہ خوش خلق(طبع) اور نیک خو ہو کیونکہ بدخو سے نیکی و سلامتی کی توقّع نہیں کی جاسکتی اور اس کی بدخوئی جب حرکت میں آتی ہے تو کسی کے حقوق پامال کرنے سے اسے کوئی ملال(غم) نہیں ہوتا۔

تیسرے یہ کہ صالح ہو کیونکہ جو شخص معصیت میں الجھا رہے اسے خدا کا خوف نہیں ہوتا اور جس میں خدا خوفی نہ ہو اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا O(پارہ۱۵، سورۃ الکھف، آیت۲۸)

ترجمہ: اور اس کا کہنا مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا اچھا ہے؟ تو ارشاد فرمایا:

''ہر وہ شخص جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اور بھول جائے لیکن اس کے ساتھ جو بھلائی کرے وہ اس کا حق ادا کر دیتا ہو۔'' (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ پانچ قسم کے لوگوں سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔

(1) جھوٹے آدمی سے کہ اس سے ہمیشہ فریب کھانے کا احتمال رہتا ہے۔

(2) بخیل(کنجوس) سے کہ عین وقت پر تیرا ساتھ چھوڑ جائے گا۔

(3) بزدل سے کہ ضرورت کے وقت کَنی کَترا(ساتھ چھوڑ) جائے گا۔

(4) احمق(بے وقوف) سے کہ اگر وہ تیرے فائدے کے لئے بھی سوچے گا تو عملاً نقصان ہی پہنچائے گا۔

(5) فاسق سے کہ ایک لقمہ بلکہ اس سے کمتر کی خاطر تجھے بھی فروخت کرنے(بیچنے) سے نہ چوکے گا۔[11]

---

[9] (إحياء علوم الدين للغزالي ،كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق ،2/ 160، دار المعرفة - بيروت)

[10] یعنی جاہل سے پرہیز کرنا بہتر ہے کیونکہ اس دنیا و آخرت کی شرم ساری ہوتی ہے۔(ن اُویسی)

اب مسئلہ یہ ہے کہ تمام خصائل بیک وقت کسی فردِ واحد میں یکجا دستیاب نہیں ہوتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ غرضِ (مقصد) صحبت کی صحیح پہچان حاصل ہو۔ اگر مقصودِ صحبت، دین ہے تو ایسے شخص کو تلاش (کرو) جو عالمِ دین ہو اور پرہیز گار بھی ہو۔ اگر مقصود محض اُنس و محبت ہے تو کسی نیک اخلاق کی صحبت اختیار کریں اور اگر محض دنیا ہی مدعا اور مقصود ہے تو اہلِ سخا اور اہلِ کرم کو ڈھونڈیئے کہ ہر مقصود مختلف شرائط کا مُتقاضی (طلب گار) ہوتا ہے۔

دوستی کے حقوق: جب دوستی کا عقد (گرہ) بندھ جائے تو اس کی مثال نکاح کی سی ہوتی ہے۔ جس کے اپنے حقوق ہوتے ہیں بقولِ امام غزالی علیہ الرحمۃ دوست کے دس حقوق ہوتے ہیں۔

(1) پہلی قسم کا تعلق مال سے ہے کہ دوست کے حق کو اپنے حق پر مقدّم سمجھے جیسا کہ انصار کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، اٰیت ۹)

ترجمہ: اور اپنی جانوں پر ان کو (یعنی مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی نے اپنے ایک دوست کے پاس بُھنی ہوئی سری بھیجی اس نے کہا کہ میرا فلاں دوست اس کا زیادہ مشتاق اور حاجت مند ہے لہٰذا اس کا حق زیادہ ہے اور اسی کو بھیجنا بہتر ہے۔ چنانچہ ان کے پاس لے گئے تو اس نے آگے دوسرے کو زیادہ مستحق سمجھ کر اس کے پاس بھیج دی اور یونہی وہ بُھنی ہوئی سری ہاتھوں ہاتھ پھرتی رہی حتی کہ اسی کے پاس آپہنچی جہاں سے اسے بھیجا گیا تھا۔ [12]

فتح موصلی اپنے ایک دوست کے گھر گئے وہ گھر پر نہ تھا اس کی لونڈی سے کہا کہ ذرا نقدی کا صندوقچہ اٹھالاؤ۔ وہ لے آئی تو اپنی ضرورت کے مطابق رقم اس میں سے لے لی اور چلے آئے۔ دوست گھر آیا اور یہ ماجرا سنا تو اس قدر خوش ہوا کہ کنیز کو آزاد کر دیا۔ [13] (تذکرۃ الاولیاء)

(2) دوسرے یہ کہ دوست کی حاجت روائی کے لئے ہر طرح کی امداد اس کی طرح سے سوال (مانگنے) کا انتظار کئے بغیر کی جائے۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "ہر تیسرے روز دوستوں کے ہاں جاتے رہو، اگر انہیں بیمار پاؤ تو ان کی خبر گیری کرو، کسی کام میں مصروف ہوں تو ان کا ہاتھ بٹاؤ۔" حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ "ہمارے دوست بیوی بچوں سے عزیز ہیں کیونکہ دوست ہمیں دین کی یاد دلاتے ہیں اور بیوی بچے دنیا کی یاد دلاتے ہیں۔" [14]

(3) تیسری چیز زبان ہے یعنی اپنے دوست کے حق میں ہمیشہ نیک کلمات نکالے۔

قرآن میں ہے، قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۸۳) **ترجمہ:** لوگوں سے اچھی بات کہو۔

مزید! دوست کے عُیوب کی پردہ پوشی کرے، اس کے کسی راز کو فاش نہ کرے خواہ تعلقات ٹوٹ ہی کیوں نہ چکے ہوں اور اگر اس سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو گلہ و شکایت کے دفتر نہ کھول بیٹھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

مومن ہمیشہ عذر خواہی اور منافق ہمیشہ عیب جوئی میں مشغول رہتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کی چار چیزیں دوسرے مومن پر حرام کر دی ہیں: (۱) مال (۲) خون (۳) غیبت (۴) بدگمانی۔ [15]

---

[11] (مختصر تاريخ دمشق،حرف العين المهملة ، علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب، 17/ 254، دار الفكر للطباعة والتوزيع والنشر، دمشق – سوريا، الطبعة: الأولى، ١٤٠٢ هـ - ١٩٨٤م)

[12] (تهذيب الآثار – مسند عمر، مسند عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ذكر ما حضرنا ذكره في ذلك عن السلف من الصحابة والتابعين وغيرهم، 1/ 121،الرقم: 200، مطبعة المدني – القاهرة)

[13] (روح البيان، النور: 21، 6/ 181،دار الفكر – بيروت)

[14] (تذکرۃ الاولیاء از فرید الدین عطار (مترجم)، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، ص24، الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور)

[15] (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 177، دار المعرفة – بيروت)

کہتے ہیں جو شخص چار موقعوں پر تجھ سے پھر جائے اسے دوستی کے لائق نہ سمجھو۔

(۱) بوقت رضا۔(یعنی تیری خوشی اسے منظور نہ ہو۔)

(۲) بوقت غصہ۔(یعنی تیرا ذرا سا غصہ برداشت نہ کر سکے۔)

(۳) بوقت طمع۔(یعنی اپنی طمع کے لئے تیرا ساتھ چھوڑ دے۔)

(۴) بوقت ہَوا و شہوت۔(یعنی اس حالت میں تیری دوستی کی پروانہ کرے۔)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا کہ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں اپنی قُربت میں لے رکھا ہے پس خبر دار کبھی بھول کر بھی ان پانچ چیزوں سے غافل نہ ہونا۔

(۱) ان کے کسی راز کو دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔

(۲) اُن کے حضور میں کسی کی غیبت یا عیب جوئی نہ کرنا۔

(۳) اُن کے روبرو کبھی جھوٹ نہ بولنا۔

(۴) اُن کے حکم کی کبھی خلاف ورزی نہ کرنا۔

(۵) کبھی خیانت سے کام نہ لینا۔[16]

دنیا میں دوستی کو برباد کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی کہ دوست کے ساتھ بات بات پر اختلاف کا اظہار کرتے رہیں۔

گلہ زبان پر نہ لانا تھا بے وفائی کا　　امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

حضور ﷺ نے فرمایا کہ دوست جو بات کہے اس سے اختلاف نہ کرو، اس کی ہنسی نہ اڑاؤ اور اس کے ساتھ کئے ہوئے وعدے نبھاؤ۔[17]

(4) چوتھے یہ کہ دوستی کا اظہار خاموشی موافقت سے ہی نہیں بلکہ زبان سے بھی کیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جسے دوست رکھو اسے بتاتے بھی رہو کہ میں تمہارا دوست ہوں"۔[18] اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ اس کے دل میں جذبۂ دوستی و محبت پیدا ہوتا رہے اور یوں محبت دوگنی ہوتی چلی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "دوستی تین باتوں سے مضبوط ہوتی ہے۔(۱)دوست کو پسندیدہ نام سے پکارا جائے۔(۲)سلام میں پہل کی جائے۔(۳)بیٹھنے میں اسے مقدّم رکھا جائے"۔

(5) دوست علمِ دین میں جن امور سے بے خبر ہو ان کی تعلیم دی جائے۔ دوستی کا اصل مقصد و مدعا تو یہ ہے کہ تہذیب و شائستگی حاصل ہو، اخلاق سنور جائے۔ صبر و تحمل اور قوتِ برداشت زیادہ ہو جائے نہ کہ دوستی میں آنکھ ذاتی منفعت اور اپنے فائدے پر لگی رہے۔

نزدیک سوز سینہ سے رکھ اپنے قلب کو　　وہ دل ہی کیا ہے جو گرم و گداز ہو

(6) چھٹی یہ کہ اگر دوست سے کوئی خطا ہو جائے تو اس کی خطا معاف کر دینا چاہیے۔

---

[16] (الآداب الشرعية والمنح المرعية، فصل في التناجي وكلام السر وأمانة المجالس، 2/ 185،دار الكتب العلمية – بيروت، 2003م)

[17] (سنن الترمذي، كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في المراء، 4/ 316، الحديث1995، دار الكتب العلمية)

[18] (سنن الترمذي، كتاب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،باب ما جاء في إعلام الحب، 4/ 517، الحديث2392، دار الكتب العلمية)

ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا بھائی گناہ میں آلودہ ہے پھر آپ اُسے دشمن کیوں نہیں رکھتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کے گناہ کا دشمن ضرور ہوں لیکن بھائی تو میرا بھائی ہے۔[19]

(7) ساتویں یہ کہ دوست کو ہمیشہ دعائے خیر سے یاد کرے۔ چاہے وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو دعا دوستوں کے لئے ان کی غیر موجودگی میں کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے رد نہیں فرماتا۔[20]

(8) آٹھویں یہ کہ دوست کے مرنے کے بعد اس کے پسماندگان یعنی بیوی بچوں سے تغافُل (غفلت) نہ کیا جائے۔ نیز اگر کسی شخص کو کوئی بڑا عہدہ مل جائے تو اسے چاہیے کہ دوستوں کے ساتھ پہلی سی عاجزی رکھے رَعونت (تکبر) یا غرور سے پیش نہ آئے۔

وفا کا تقاضا یہ ہے کہ دوستی کا خیال کبھی دل سے محو نہ ہو اور کسی بھی وجہ سے دوستی کا رشتہ مُنقطع (ختم) نہ ہونے پائے کیونکہ شیطان کے لئے اس سے زیادہ اہم اور کوئی کام نہیں کہ دو دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالے تاکہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ۔ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، اٰیت ۵۳)

ترجمہ: بیشک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے۔

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ۔ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، اٰیت ۱۰۰)

ترجمہ: (حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) بعد اس کے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرادی تھی۔

وفا اس کا نام ہے کہ دوست سے کوئی شخص دوست کو بد ظن نہ کر سکے۔

(9) دوست کے ساتھ تکلّف نہ کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بُرا دوست وہ ہے جس کے ساتھ معذرت کرنے اور تکلّف کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہو۔

تکلّف علامت ہے بیگانگی کی — نہ ڈالو تکلّف کی عادت زیادہ

(10) دسویں چیز یہ ہے کہ اپنے آپ کو تمام دوستوں سے حقیر اور کمتر تصور کرے اور ان کے تمام حقوق کو پیشِ نظر رکھے۔

حضرت جنید سے کسی نے کہا تھا کہ آج کل تو دوست کہیں ڈھونڈنے سے بھی میّسر نہیں بس نایاب ہو گئے ہیں۔

اُڑ گئی یوں وفا زمانے سے — کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو ایسے دوست کو ڈھونڈتا ہے جو تیری خدمت (میں) کمربستہ رہے اور تیری دلداری کیا کرے تو بھائی ایسا دوست بلاشبہ نادر و نایاب ہے لیکن اگر دوست بن کر خود کسی کی خدمت و غمخواری کا آرزو مند ہے تو ایسے اشخاص کی کوئی کمی نہیں جو تیری دوستی کو قبول کر لیں۔ (تذکرۃ اولیاء)

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ مسلسل روزے رکھا کرتے تھے لیکن جب کوئی دوست آجاتا تو روزہ چھوڑ دیتے تھے فرمایا کہ دوستوں کے ساتھ کھانا پینا نفلی روزے سے ثواب میں کسی طرح کمتر نہیں۔[21]

---

[19] (مصنف عبد الرزاق، كتاب الجامع، باب سباب المذنب، 11/ 180، الحديث20267، المكتب الإسلامي، سنة النشر: 1403هـ/ 1983م)

[20] (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، 4/ 2095، الحديث2733، دار إحياء الكتب العربية)

[21] (تذکرۃ الاولیاء از فرید الدین عطار (مترجم)، جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ص 211، الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور)

دوستی سے متعلق مشورے

دوستی کو اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ جب آپ کسی کو دوست بنائیں تو پھر اپنے دوست کے بارے میں لوگوں کی باتوں کو اہمیت نہ دیں۔ دوستوں کے بارے میں ہمیشہ اچھی رائے رکھیں اور کسی کی نیت پر بلاوجہ شبہ نہ کریں۔ اچھی عادات میں سے ایک عادت یہ بھی ہے کہ جب لوگ آپ سے ملیں تو وہ اجنبیت محسوس نہ کریں۔

اگر آپ دوست بنانا چاہتے ہیں تو تمام لوگوں سے ایک ہی جیسی مہربانی اور مروّت سے پیش آئیں۔ اس طرح کہ آپ کو لوگ ہمیشہ اچھے لفظوں میں یاد کیا کریں گے۔

دوسرے آدمی کی پسند و ناپسند کا بھی خیال رکھیں ایسے موضوعات پر بات چیت سے گریز کریں جن میں دوسرا شخص دلچسپی نہ رکھتا ہو۔ دوسروں پر اپنی رائے مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں۔

کسی پر نکتہ چینی کرتے وقت یہ بھی دیکھ لیں کہ خود آپ میں کتنی خامیاں ہیں اگر آپ نے اپنی خامیوں پر نظر رکھی تو آپ دوسروں کی خامیاں برداشت کرنا سیکھ لیں گے اور دوستوں کو دکھ نہیں پہنچائیں گے۔ دوسروں کے خلاف اپنے دل میں نفرت یا تعصُّب کو جگہ نہ دیں۔

آغازِ سُخن: چونکہ دوستی ایک دائمی روحانی رشتہ ہے نہ صرف دنیا میں بلکہ تا آخرت پھر بعدِ حساب و کتاب الی ابد الآباد (حساب و کتاب کے بعد ہمیشہ ہمیشہ تک) اسی لئے اس کے متعلق چند ضروری امور مدِّ نظر رکھنا لازمی امر ہے۔

(1) دوستی میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خوشنودی مطلوب ہو اگرچہ ضمنی طور پر اس دوستی میں دنیوی امور سرانجام ہوتے رہیں گے تو حرج نہ ہو گا بلکہ ان امور سے بھی اجر و ثواب نصیب ہو گا۔

(2) دوست عاشق باللہ جل جلالہ و محبتِ رسول ﷺ ہو یعنی وہ دینی اسلامی ذہن کا آدمی ہو، ایسی دوستی نہ صرف دینوی زندگی سنوار دے گی بلکہ آخرت بھی سنور جائے گی اور بری عادات اور برے عقائد کے لوگوں کی دوستی زہرِ قاتل ثابت ہو گی اس سے کوسوں دور بھاگنا بہتر ہے۔

یارِ بَد یارِ بَد بدتر بود از مارِ بَد　　یعنی بُرے دوست کی دوستی زہریلے سانپ سے بدتر ہے۔

(3) قلب صاف: دل دوست کے بارے میں آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو۔ معمولی سی کدورت بھی دوست کے بارے میں دل میں نہ ہو۔

حکایت: کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ آپ کا فلاں دوست آپ کا مخلص نہیں اسے کوئی سخت کام بتا کر آزمایئے۔ ایک دن آپ نے خلوَت (تنہائی) میں اس دوست کو بلا کر کہا کہ مہربانی فرما کر آپ اپنا پاؤں میرے منہ پر رکھ دیں۔ چونکہ اس مُصاحِب (ساتھی) کی نظر میں آپ کی بے حد وُقعت تھی لہٰذا یہ فعل کرنے سے انکار کیا تو آپ اصرار فرماتے رہے۔ اس لئے جب آپ کے اصرار سے وہ اس فعل کا مُرتکب ہوا تو وہ ثقل جاتا رہا اور یقین ہو گیا کہ وہ دوستی میں مخلص ہے۔

(4) **اجرائے تصرفات** (تصرفات کا جاری کرنا): لازم ہے کہ تصرفات کے طریق کو ہر دوست اپنی ذاتی ملکیت میں جاری رکھیں مثلاً دونوں میں سے کسی ایک کے پاس مال و دولت، ماکولات (کھانے) و مشروبات (پینے) و ملبوسات (پہننے) وغیرہ کی زیادتی ہو تو دوسرے کو اس میں تصرّف کرنے کا کلّی اختیار ہو۔ مگر

ان باتوں میں جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے(اس میں) تصرّف کو روانہ رکھے(مثلاً اگر دو دوستوں میں سے ایک شادی شدہ ہو اور دوسرا منکوحہ نہ رکھتا ہو)ایسے امور میں زیادتی کا اپنے آپ کو مستحق نہ سمجھے اور یہ نہ کہے کہ فلاں اور فلاں مال میرا ہے۔

حکایت: شیخ احمد قلانسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دفعہ بصرہ میں تشریف لے گئے اور فقراء کی ایک جماعت کے ہاں فَرُوکَش(مقیم)ہوئے وہ روزمرہ آپ کی خاطر وتواضع اور عزت میں زیادتی کرتے تھے یہاں تک کہ ایک روز میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو میری وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔اس پر میں ان کی نظروں سے گر گیا اور پھر کبھی انہوں نے میری طرف زیادہ اِلتفات نہ کی۔[22]

شرائط محبت ازالہ وھم: اگر کوئی شخص حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کی خواہش کرتا تھا تو آپ اسے تین شرطوں کے پورا کرنے کا عہد لیتے۔اول نماز کی اذان دیا کرے،دوسرے مخصوص اصحاب کی خدمت کرے،سوم اسے ان کے مال میں تصرّف کے طریق کو جاری کرے۔اگر طالبِ صحت ان شرائط میں سے کسی شرط کو پورا کرنے میں پس وپیش کرتا تو اسے فوراً جواب دیتے کہ تمہارا نباہ(ساتھ)ہم سے نہ ہو سکے گا۔[23]

حکایت: ایک دن کسی طالب نے تیسری شرط کے پورا کرنے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا"اعجبنی صدقک"[24] یعنی میں تیری صداقت پر مُتَعجّب(حیران)ہوں تو میری صحبت کی رغبت کا اظہار کرتا ہے اور اس شرط کو قبول کرنے پر مائل نہیں ہے۔

(5) **ترک تکلّف:** لازم ہے کہ مُصاحِبت میں تکلّف سے زندگی بسر نہ کرے کیونکہ تصوّف اور تکلّف میں کوئی مُناسبَت نہیں ہے۔حدیث شریف میں وارد ہے،"أنا والأتقياء من أمتي براء من التكلف"[25] یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اور میری امت کے متقی تکلّف سے مُبرّا(بَری)ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:

"شر الأصدقاء من تكلّف لَكَ وَمَنْ أَحْوَجَكَ إِلَى مُدَارَاةٍ وَأَلْجَأَكَ إلى اعتذار"[26]

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"اے میرے بھائی مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ کوئی شخص میری مُصاحِبت میں داخل ہو کر میرے لئے تکلّف کرے اور اس سے حفاظت میں ہوں۔"اس میں شک وشبہ نہیں ہے کہ تکلّف بذاتہٖ نہایت معیوب ہے۔[27]

---

22) (تنوير البصائر الى كل من في طريق حضرة الله،الكتاب الأول: الكشف المبين عن الواردات النورانية التي توصل إلى حضرة رب العالمين،الباب الأول،آداب الصحبة والأخوة في الله تعالي،ص25،كتاب ناشرون،2021م)

23) (تنوير البصائر الى كل من في طريق حضرة الله،الكتاب الأول: الكشف المبين عن الواردات النورانية التي توصل إلى حضرة رب العالمين،الباب الأول،آداب الصحبة والأخوة في الله تعالي،ص25،كتاب ناشرون،2021م)

24) (تنوير البصائر الى كل من في طريق حضرة الله،الكتاب الأول: الكشف المبين عن الواردات النورانية التي توصل إلى حضرة رب العالمين،الباب الأول،آداب الصحبة والأخوة في الله تعالي،ص25،كتاب ناشرون،2021م)

25) (إحياء علوم الدين للغزالي،كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق 2/ 160، دار المعرفة - بيروت)

یہ حدیث الدار القطنی میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ألا إني بريء من التكلف وصالحو أمتي

26) ترجمہ "بدترین دوست وہ ہے جو تمہارے لیے بناوٹ کرے،اور جو تمہیں بناوٹی نرمی ولحاظ کرنے پر مجبور کرے،اور تمہیں معذرت کرنے کی نوبت تک لے آئے۔"ط۔ضائی

(إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 189، دار المعرفة - بيروت)

27) (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 189، دار المعرفة - بيروت)

(تنوير البصائر الى كل من في طريق حضرة الله،الكتاب الأول: الكشف المبين عن الواردات النورانية التي توصل إلى حضرة رب العالمين،الباب الأول،آداب الصحبة والأخوة في الله تعالي،ص26،كتاب ناشرون،2021م)

حکایت: ایک دفعہ ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف تشریف لے گئے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ دوستوں کے لئے انواع واقسام کے پُرتکلّف طعام تیار کراتے اور کھلاتے تھے ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"صيِّر أصحابي مثل المخانيث، يقدم لهم الألوان، والفتوة عندنا ترك التكلف، وإحضار ما حضر؛ فإن بالتكلف ربما يؤثر في مفارقة الضيف. و بترك التكلّف يستوي مقامه و ذهابه"[28]

یعنی آپ میرے اصحاب کی خاطر انواع واقسام کے دستر خوان پیش کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک تکلّف کا ترک کرنا اور ماحَضَر (جس قسم کا کھانا تیار ہو خواہ سوکھی روٹی ہو، خواہ پلاؤ، خواہ شوربا وغیرہ) کا پیش کرنا جوانمردی ہے کیونکہ تکلّف کی بدولت اکثر اوقات مہمانوں سے مُفارقت (جدائیگی) ہو جاتی ہے اور ترکِ تکلّف سے مہمانوں کا مرتبہ اور قدر مضبوط ہو جاتی ہے۔

(6) **تغافل** (ناپسندیدہ کاموں یا لغزشوں سے جان بوجھ کر غفلت کرنا): لازم یہ ہے کہ دوست کی لغزش اور خطا سے چشم پوشی ہو۔ غفلت کا اظہار کرے اور معذرت کی وجہ اپنے دل میں سوچ لے کیونکہ لغزش کا سرزد ہونا لوازماتِ بشری سے ہے اور اس سے کلّی نجات مشکل ہے۔

حکایت: کسی بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا میں کس کی مُصاحبت اختیار کروں۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ صوفیہ کی محبت سے تجھے ایک طرف سے فائدہ حاصل ہو گا وہ یہ ہے کہ صوفی جس وقت تیری کسی لغزش کو ملاحظہ کریں گے تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی عذر بنالیں گے (یعنی لغزش کا اظہار نہ کریں گے) اور جب تجھ سے کوئی نیک کام سرزد ہو گا تو تیری تعریف کرنے سے تجھے مغرور نہ بنائیں گے۔ اسی خیال سے مبادا (کہیں خدانخواستہ) یہ شخص کہیں متکبر نہ بن جائے۔

درسِ عبرت: عبرت کا مقام ہے کہ کسی قدر مَریخانِ مریخ (عزیم المرتبت) یہ (صوفی) بزرگوار ہوتے ہیں اور ان کا طریق کیسا مفید اور نجات دہندہ ہے۔ ان لوگوں پر جو کہ اس فتنہ فساد کے زمانے میں کسی بزرگ صوفی کی صحبت اختیار نہیں کرتے۔ ابھی وقت ہے حضرت عزرائیل ہر ایک کی گھات (تاک) میں لگے ہوئے ہیں جلد کوشش کرو اور کسی باکمال صوفی کی صحبت میں داخل ہو کر دنیا و عقبیٰ (آخرت) میں سرخروئی اور نیک نامی حاصل کرو۔

(7) نیکی کا اظہار اور برائی کا اِخفا (چھپانا) لازم ہے کہ لوگوں کے سامنے اپنے ساتھی کے عُیوب کو ظاہر نہ کرے اور اس کے مَحاسِن کو مشہور کرے تاکہ خداوند کریم کے اخلاق سے متّصِف ہو، کیونکہ برائی کا چھپانا اور نیکی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کی عادات سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں یہ نشانی مقرر کی ہوئی ہے۔

رب العالمین نے انسان کے چہرے کو جو کہ خوبصورتی کے اظہار کا ذریعہ ہے ظاہر کیا ہے اور دُبُر جو کہ پلیدی اور خَباثَت کے پیدا ہونے کی جگہ ہے مخفی اور پوشیدہ رکھا ہے۔

حکایت: ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اگر تم اپنے بھائی کو سویا ہوا پاؤ اور اس کی عورت کو خوشبوؤں سے مُعَطّر ہو کر پھرتے ہوئے دیکھو تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ فرمایا: اس کو منع کریں گے۔ جواب دیا: ایسا نہ کرو بلکہ اس کی برائی کا اظہار اس کے مالک کے پاس کرو۔ اصحاب

---

[28] (عوارف المعارف، 2/767، المكتبة المكية، 2001م)

(تنوير البصائر الى كل من في طريق حضرة الله، الكتاب الأول: الكشف المبين عن الواردات النورانية التي توصل إلى حضرة رب العالمين، الباب الأول، آداب الصحبة والأخوة في الله تعالي، ص27، كتاب ناشرون، 2021م)

نے جواب دیا: سبحان اللہ! کہ ہم ایسے فعل کا ارتکاب کریں؟ فرمایا: جس وقت کہ تم اپنے بھائی کے حق میں کوئی بری بات سُنو اس کے عیب کے چھپانے میں اس کا دوسرا عیب ظاہر کروگے بلکہ چاہیے کہ اسے مبالغہ سے بیان کرو تا کہ وہ اپنے جملہ (تمام) عیوب سے باز آجائے۔[29]

اسے ہمارے عرف میں تنقید کہا جاتا ہے لیکن آج کل دوستوں میں معاملہ برعکس ہے وہ یہ کہ منہ پر تو اس کی تعریف کے پُل باندھ دیں گے اور پُشت پر اس کے عُیوب کے اَنبار لگادیں گے۔ پہلے عمل کا نام ہمارے عرف میں خوشامد اور دوسرے (عمل) کا نام شرع میں گلہ وغیبت ہے۔ اگر اس میں عیب ہے اور اسے بیان کیا، اگر نہیں ہے تو وہ بہتان ہے۔ ہر تینوں گناہِ کبیرہ کے علاوہ دوستی کی جڑ کاٹنے والے ہیں۔

تجربہ اُویسی غفرلہ: فقیر اُویسی غفرلہ نے اپنی زندگی میں تجربہ کیا ہے کہ مخلص دوست وہ ہے جو چپکے سے غلطی سمجھا دے لیکن دوسروں کے سامنے بیان کرنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہ کرے۔ اس طرح سے اپنی عزت میں اضافہ اور دوستی میں پختگی ہوتی ہے۔

بہت سے لوگ دَم تو بھرتے ہیں دوستی کا لیکن معمولی سی غلطی کو اتنا اچھالتے ہیں کہ پناہ با خدا۔ ایسا آدمی دوستی کے لائق نہیں اس لئے کہ وہ یا تو دوستی کے بھیس میں جانی دشمن یا بے وقوف اور پاگل دوست ہے۔ ایسے کو دوست بنانے سے اپنے سے کوسوں دور رکھنا ہی بہتر ہے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ صدیوں پہلے فرما گئے ہیں:

اگر خصم جان تو عاقل بود　　به از دوستداری که جاهل بود

یعنی اگر تیری جان کا دشمن عقلمند ہے تو (وہ دشمن) ایسے دوست سے بہتر ہے جو جاہل (پاگل) ہے۔

(8) **تحمل اور بردباری:** اپنے بھائی سے کسی برائی کے سرزد ہونے پر صبر کرو اور اسے برا نہ سمجھو اور اس کی بہتری کو مدِّ نظر رکھو۔ یہ بات کسی ذاتی مَفاد کے حصول یا کسی نقصان کے دَفعِیہ (دور کرنے) کی غرض سے نہ ہو کیونکہ اس قسم کے تحمل کو ہَدانتہ (حِکمت) کہتے ہیں نہ کہ مُدارات (مَصلحت) اور کسی شخص کا مُتَحَمِّل (تحمل والا) ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی قوت دوسروں کی قوت سے زیادہ ہے پس مُتَحَمِّل کو چاہیے کہ اپنے تحمل میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا مطالعہ اور اس کی تائید کو ملاحظہ کرے تا کہ اس کی طرف مشغول ہونے سے کسی بُری بات کا مشاہدہ نہ کرسکے بلکہ جب اس نعمت کے ظُہور کا سبب اپنے دوست کی ایذا (تکلیف) کا باعث ہو تو لازم ہے کہ اس کے ساتھ پہلے سے زیادہ تواضع سے پیش آؤ۔ کیونکہ صوفیہ کا مقولہ ہے:

إنه (الصوفي) كالأرض يطؤها البر والفاجر وكالسحاب يظل كل شيء وكالقطر يسقى كل شيء.[30]

دراصل یہ سیدنا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "صوفی زمین کی مانند ہے جس پر ایک نیک و بد چلتا ہے اور اس بادل کی مانند ہے جو کہ ہر ایک جگہ پر برستا ہے اور تمام چیزوں کو سیراب کرتا ہے اور متقی لوگ شان و شوکت (دبدبہ) کے اظہار نہیں کرتے"۔

ابو علی رودباری کا قول ہے: "الصولة علي من فوقك قحة وعلي من هو مثلك سوء أدب وعلي من دونك عجز"[31]

یعنی اپنے سے بلند مرتبہ ذاتوں پر صَولت (رعب و دبدبہ) کا اظہار کرنا بُرا ہے اور اپنے ہم جنسوں پر رعب و دبدبہ کا دکھانا بے ادبی ہے اور اپنے سے کم مرتبہ والوں سے صولت کا اظہار کرنا عجز ہے۔

---

[29] (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 178، دار المعرفة – بيروت)

[30] (الرسالة القشيرية، باب الفتوة، 2/ 442، دار المعارف، القاهرة)

[31] (شرح الملا علي القاري على آداب المريدين للسهروردي، فصل: مصاحبة الجنس ومن يستفيد منه خيراً، ص255 ، دار الكتب العلمية،بيروت، 2020م)

(9) **نصیحت**(خیر خواہی):لازم ہے کہ ہر ایک وہ عیب جس میں نصیحت پسندیدہ ہو اور اس کا مشاہدہ اپنے مُصاحِب(ساتھی) میں کرے۔ اسے اس پر مطلع کرے تاکہ وہ اسے دور کرنے کی کوشش کرے اور محبت کی نشانی یہ ہے کہ جیسا کہ اپنے نفس میں اس عیب کو داخل نہ کرے۔ اپنے مُصاحِب کی ذات میں داخل نہ ہونے دے پس کسی عیب کو دیکھ کر چشم پوشی نہ کرے اور یہ بھی ضروری ہے کہ نصیحت خلوت میں کرے۔ نہیں تو فَضیحت(رسوائی) ہو گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: ''النصح على الملأ فضيحة''[32] یعنی نصیحت جلوت میں ڈرانا ہے۔

(10) نصیحت کا قبول کرنا لازم ہے کہ مُصاحِب اپنے صاحب کو نصیحت کرے اس کا احسان مانے اور اسے تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت خیال کرے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی بندے کو اس کے فعل پر مطلع کرے تو وہ اس عیب کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''رحم الله امرءأهدى إلي عيوبي''[33] یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے عیوب دکھاتا ہے۔

جو آدمی نصیحت کو اِرادت اور صدق دل سے قبول نہیں کرتا اس کی صداقت میں خلل ہے اور اس کے حق میں اللہ جل شانہ کا یہ قول صادق آتا ہے: ''وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ'' (سورۃ الأعراف، آیت ۷۹) یعنی تم نصیحت کرنے والوں سے ہر گز محبت نہیں کرتے۔

(11) اِیثار لازم ہے کہ اپنے اصحاب کو تمام لذّات میں مقدّم رکھے اور حتی الامکان اپنے خطوط اور فوائد کو ان پر ایثار کرے اور اگر ضرورت پڑے تو دَریغ نہ کرے تاکہ صحابہ کرام کے زُمرے میں داخل ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔(پارہ ۲۷، سورۃ الحشر، آیت ۹)

ترجمہ:اور اپنی جانوں پر اُن کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

جس وقت یہ صفت نفس میں پیدا ہو جاتی ہے اس وقت نفس سے دشمنی ہو جاتی ہے تکالیف اور لذتوں کی طلب نفس میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ ابو سعید خراز کہتے ہیں ''میں نے پچاس سال صوفیوں کی صحبت میں صَرف کئے اس قدر عرصہ دراز میں ہمارے درمیان کوئی جھگڑا پیدا نہ ہوا۔ لوگوں نے عرض کی کس طرح سے جھگڑا پیدا نہ ہوا۔ فرمایا ہم سب اپنے نُفوس کو قابو میں رکھتے تھے۔''[34]

(12) **انصاف**:لازم ہے کہ ہم صحبتوں کے ساتھ ہر معاملہ میں انصاف کرے اور ان سے انصاف نہ طلب کرے اور اپنی تقصیر(کمتر) کا اقرار کرنے والا ہو دوسروں سے توقع نہ رکھے۔ ابو عثمان بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ صحبت کا حق یہ ہے کہ تو اپنے مال کو اپنے بھائی پر صرف کرنے سے دریغ نہ کرے اور اس کے مال کی طمع نہ کرے، دوست کی مُتابَعَت(پیروی) کرے اس سے مُتابَعَت کی خواہش نہ کرے اور اس کی تھوڑی سی نیکی کو زیادہ سمجھے اور اپنی طرف سے بہت سے نیک سلوک کو کم خیال کرے۔

(13) **تصدیق وعدہ**:جو وعدہ دوست سے کیا جائے اس پر پابند رہنا چاہیے اور وعدہ وفائی میں دل و جان سے کوشش کرے کیونکہ وعدہ خلافی ایک قسم کی دروغ گوئی(جھوٹ بولنا) ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''لا تمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدة فتخلفه''[35]

یعنی اپنے بھائی سے جھگڑا مت کر اور اسے ہنسی مَسخَرہ بھی نہ کر اور اس کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کر۔

---

[32] (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 182، دار المعرفة – بيروت)

[33] (تنوير البصائر الى كل من في طريق حضرة الله، الكتاب الأول: الكشف المبين عن الواردات النورانية التي توصل إلى حضرة رب العالمين، الباب الأول، آداب الصحبة والأخوة في الله تعالي، ص25، كتاب ناشرون، 2021م)

[34] (الرسالة القشيرية، باب في ذكر مشايخ هذه الطريقة وما يدل من سيرهم وأقوالهم على تعظيم الشريعة، 1/ 98، دار المعارف، القاهرة)

[35] (سنن الترمذي، كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في المراء، 4/ 316، الحديث 1995، دار الكتب العلمية)

(14) **تفصیل فاضل** (بزرگوں کی بزرگی کا خیال رکھنا): لازم ہے کہ جب اپنے دوست کی بزرگی کو پہچان لے تو اس کا پورا کرنا ہر حال میں واجب جانے۔

حکایت: ایک دفعہ اہلِ بدر کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئی جب کہ حضور ﷺ اصحابِ صُفّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ تنگ جگہ میں تشریف فرما تھے۔ حضور انور ﷺ نے اصحابِ بدر کے پہنچتے ہی فرمایا کہ اے اصحابِ صُفّہ! اُٹھ جاؤ تاکہ اصحابِ بدر بیٹھ جائیں۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان اصحابِ صُفّہ کو ناگوار معلوم ہوا۔ خداوندِ عالم کی غیرت جوش میں آئی فوراً اصحابِ صُفّہ کی تنبیہ کے لئے یہ آیت شریف نازل ہوئی: ''وَاِذَا قِیۡلَ انۡشُزُوۡا فَانۡشُزُوۡا یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۝ [36]

(پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱)

ترجمہ: اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو۔ تو اٹھ کھڑے ہو، اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا۔ درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

انتباہ: اہلِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات اصحابِ صُفّہ کی خدمات سے اعلیٰ تھیں اور ان کا ایمان بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اس لئے ان کی بزرگی کو حضور ﷺ نے ملحوظ رکھنے کی خاطر اصحابِ صُفّہ کو اٹھ جانے کا حکم دیا تھا۔

حکایت: ایک دفعہ علی بن بندار رحمۃ اللہ علیہ صوفی عبد اللہ بن فضیل کی زیارت کو گئے۔ دونوں بزرگوار ایک دن اکٹھے کسی جگہ جارہے تھے ابو عبد اللہ نے کہا کہ آپ آگے چلیں گے علی بن بندار نے کہا کہ آپ کو آگے آگے چلنے میں کیا عذر ہے؟ فرمایا: آپ نے حضرت جنید کی زیارت کی ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہیں بندہ نہ تو حضرت (جنید) کی صحبت میں رہا اور نہ ہی ان کی زیارت سے مشرّف ہو سکا۔

(15) **قضائے حقوق:** حقوق پورا کرنا لازم ہے کہ اپنے دوستوں کے حقوق کے ادا کرنے میں سستی نہ کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

''إذا أحببت أحداً فسله عن اسمه واسم أبيه وعن منزله فإن كان مريضاً عدته وإن كان مشغولاً أعنته'' [37]

یعنی جب تو کسی سے محبت کرے تو اس کا اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور اس کے مکان کا پتہ دریافت کرلے پس اگر وہ مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کر۔ اگر وہ کسی کام میں مصروف ہو تو اس کی اِعانت (مدد) کر۔

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی جو کہ تین دفعہ ہماری مجلس میں بلا غرض حاضر ہوا میں نے اس کا بدلہ دنیا میں ہی پہچان لیا۔ [38]

(16) **تلطف تعطف از اصاغر** (چھوٹوں پر شفقت و مہربانی کرنا): یعنی چھوٹوں کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آنا اور ان سے اپنی خدمت کی طمع (لالچ) نہیں کرنی چاہیے۔

حکایت: چند آدمی حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت شریف میں رہا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم ادہم زراعت یا فصل کے کاٹنے یا کھیت کی رکھوالی کے ذریعے سے روزی حاصل کرتے تھے۔ رات کے وقت اپنے ہم صحبتوں کے ساتھ مل کر طعام کھایا کرتے چنانچہ ایک دن آپ جنگل میں گئے ہوئے تھے اور بہت رات کے گزرنے تک واپس تشریف نہ لا سکے۔ دوستوں نے کہا: آؤ ہم سب حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدم موجودگی میں طعام کھالیں

---

[36] (تفسير البغوي، المجادلة: 11، 8/ 57، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م)

[37] (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 176، دار المعرفة - بيروت)

[38] (إحياء علوم الدين للغزالي ، ربع العادات، كتاب آداب الألفة والأخوة والصحبة والمعاشرة مع أصناف الخلق، 2/ 176، دار المعرفة - بيروت)

تاکہ وہ آئندہ جلد واپس تشریف لے آیا کریں چنانچہ وہ لوگ طعام تناول کرکے سو گئے۔ حضرت ابراہیم واپس تشریف لائے تو اپنے دوستوں کو سوتا ہوا دیکھ کر آپ کو رحم آگیا۔ ساتھ ہی یہ خیال گزرا کہ شاید یہ لوگ آج بھوکے ہی سو گئے ہیں تو آپ نے جلدی سے آٹا گوندھا روٹی پکانے کی غرض سے اپنے چہرہ مبارک کو خاک (مٹی) پر رگڑ کر آگ کو پھونکیں مارنے لگے۔ دوستوں نے عرض کی کہ حضرت ہم تو کھانا کھا چکے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: میں نے تو خیال کیا تھا کہ شاید آپ لوگ بھوکے ہی سو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سلوک اور حضرت ابراہیم بن ادہم کے سلوک میں کس قدر تفاوت (فرق) ہے۔

(17) **رعایت اعتدال:** صحبت اختیار کرنے میں اِنبِساط (خوش ہو کر ملنا) اور اِنقِباض (ناشگفتگی سے ملنا) کے بین بین (میانہ روی و) اِعتدال کا خیال رکھے اور اس میں اِفراط (زیادتی) و تفریط (کمی) کو دخل نہ دے اور اِنبِساط (خوش ہو کر ملنا) اور ہنسی مذاق اتنا نہ کرے کہ وہ سرکشی کا سبب بن جائے اور وہ سرکشی برائی کی طرف رہنمائی کرے اور انقباض اور جدائی کو یہاں تک نہ پہنچنے دے کہ یہ نفس کی برائی اور ہم نشینوں کے تنفُّر کا باعث بن جائے۔

مشہور ہے کہ "الانقباض سببٌ للعداوةِ الأحباء، والانبساطُ موجبٌ للبغضاءِ"۔

یعنی لوگوں سے اِنقِباض (ناشگفتگی سے ملاقات) کرنا ان کی عداوت کا باعث ہوتا ہے اور ان سے اِنبِساط (خوش دلی سے ملاقات) کرنا برائی کی طرف لے جاتا ہے۔

پس لازم ہے کہ انقباض وانبساط کے مابین رہے۔ ان کے ساتھ مذاق ومزاج میں اعتدال، مسیحائی کے طریق کو مد نظر رکھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے کہ "إني لأمزح ولا أقول إلا حقًا"[39]

یعنی میں ہر گز مذاق نہیں کرتا اور نہیں بات کرتا مگر سچی۔

بے شمار حدیثوں سے اس فرمانِ نبوی کی تصدیق ہوتی ہے حضور ﷺ کے مزاحی واقعات فقیر کی کتاب میں ہیں صرف ایک مزاح ملاحظہ ہو۔

بڑھیا سے مزاح: ایک دفعہ ایک بڑھیا بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے ضعیفہ تو بہشت میں داخل نہیں ہوگی۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہشت میں جو مرد اور عورتیں ہوں گے وہ جوان ہی ہوں گے خواہ وہ کتنے ہی عمر کے کیوں نہ ہوں۔[40]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ الواقعہ، آیت ۳۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا۔ تو انہیں بنایا کواریاں اپنے شوہروں پر پیاریاں۔

مزید فقیر کا رسالہ پڑھئے "اسلامی ہنسی مذاق" میں۔

(18) **ملازمت برحرص:** لازم ہے کہ مُصاحِب کی صحبت کی ملازمت پر حریص اور اس کی جدائی سے مُحترز (بچتا) رہے بالخصوص جب کہ ہر دو دوستوں کے درمیان تعلیم و تعلُّم کی عادت کو حدیث شریف میں فرمایا:

"من علم عبدا آية من كتاب الله فهو مولاه لا ينبغي له أن يخذله ولا يستأثر عليه فإن هو فعله قصم عروة من عرى الإسلام"[41]

---

[39] (المعجم الكبير للطبراني، باب العين، عبيد بن عمير، عن ابن عمر، 12/ 391، الحديث 13443، مكتبة ابن تيمية – القاهرة، الطبعة: الثانية)

[40] (المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه محمد، محمد بن عثمان بن أبي شيبة، 6/ 255، الحديث 5541، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405هـ/ 1985م)

[41] (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الإيمان والإسلام من قسم الأفعال، الباب السابع: في تلاوة القرآن وفضائله، الفصل الأول: في فضائله في فضائل تلاوة القرآن، 1/ 532، الحديث 2384، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الخامسة، 1405 هـ – 1985 م)

یعنی جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت کی تعلیم کسی کو دی وہ اس کا مولا بن گیا۔ لازم ہے کہ اس کو کبھی بھی خوار نہ کرے، نہ ہی اس کا بھید (راز) ظاہر کرے جس کسی نے یہ کام کیا اُس نے اسلام کے وسیلوں میں سے ایک وسیلے کو توڑ دیا۔

حکایت: کسی نے ایک شخص کی صحبت میں کچھ مدّت گزاری ایک دفعہ اس نے چاہا کہ وہ اپنے دوست سے جدائی اختیار کرے چنانچہ اس نے جدائی کی اجازت طلب کی تو اس کے دوست نے کہا کہ اے بھائی! اگر تو ایسے آدمی کی صحبت کی طلب میں ہے جن کی حالت تیرے سے بدَرجہا بہتر ہے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر تو اس شخص کی صحبت کا طالب ہے جس کی حالت تیری حالت سے بدتر ہے تو بھی جائز نہیں ہے کیونکہ پہلے تو آپ میری مُصاحِبت میں رہے ہو اور پہلی صحبت کو ترک کر کے دوسری صحبت کا اختیار کرنا صحبت کے حقوق کے منافی (خلاف) ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جدائی کا ارادہ میرے دل میں پیدا ہوا ہے فلہذا تم دل سے اجازت دیجئے۔

فائدہ: اگر کسی کا ساتھی مَعصِیّت (گناہ) میں مبتلا ہو جائے جب تک اس کی مَعصِیّت کا ثبوت یقینی نہ مل جائے تب تک کسی حالت میں اس کی صحبت کو ترک کرنا درست نہیں ہے ان باتوں کو مد نظر رکھ کر مُفارَقت (جدائیگی) کی خواہش کا خیال تک بھی نہ کرنا چاہیے۔

حکایات: دو شخصوں نے ایک دوسرے کے ساتھ عقد مُواخات (بھائی چارے کا عہد) باندھا ان میں سے ایک کسی مرض میں مبتلا ہو گیا اس نے اپنے دوست سے کہا کہ بھائی میں مَعصِیّت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ بھائی چارے کے عہد کو توڑ دے تو توڑ دے اس کے دوست نے جواب دیا خدا کی قسم! میں وہ عہد جو آپ کے ساتھ کر چکا ہوں ہر گز نہ توڑوں گا خواہ کچھ ہی ہو جائے۔ اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ میں کھانے پینے کا نام تک نہیں لوں گا۔ جب تک کہ خداوند کریم آپ کو اس مَعصِیّت سے نجات نہ دے چنانچہ اس نے اس عہد کو پورا کیا۔ چالیس روز تک اکل و شرب (کھانے پینے) کو ترک کر دیا۔ اس اَثناء (درمیان) میں وہ لحظہ بلحظہ اپنے دوست سے پوچھتا رہا کہ بھائی وہ بیماری جاتی رہی یا نہیں۔ وہ جواب نفی میں دیتا چلہ ختم ہونے کے بعد اس نے جواب دیا اے بھائی! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ بیماری زائل (ختم) ہو گئی۔

(19) **مھاجرت مایوس:** اگر گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو جائے جس سے وہ نجات حاصل نہ کر سکے تو ایسے دوست سے جدائی اختیار کرنا لازم ہے بعض کا قول ہے کہ جدائی اختیار نہ کرے۔

فائدہ: یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے علم (کام، فعل) سے بیزاری کا اظہار کریں نہ کہ دوست سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

فَاِنۡ عَصَوۡکَ فَقُلۡ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۶۰ (پارہ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۱۶)

ترجمہ: (اے رسول) تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں۔

قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِکُمۡ مِّنَ الۡقَالِیۡنَ۔ (پارہ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۶۸)

ترجمہ: فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔

حق تو یہ ہے کہ ایسی جدائی جس کی تقریب (دوبارہ ملنے) کی امید نہ کی گئی ہو اور اس سے اطاعت کی طرف مُعاونَت (مدد) نہ ہو سکے درست نہیں چنانچہ حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی ایسا ہو کہ اس کی بازگشت (کبیرہ گناہ سے) کی اُمید ہو تو اس کے فعل کو دشمن خیال کریں۔

(20) **ذکر فھجور بخیر:** فہجور (چھوڑنے والے) کا ذکر نیکی سے کرنا لازم ہے جدائی کے بعد جدا ہونے والے دوست کا ذکر نیکی سے کیا جائے اور اس کی صحبت اول کے حقوق کی رعایت کا خیال رکھیں۔

حکایت: ایک شخص کا ذکر ہے کہ ایک دن اس نے اپنی عورت سے کسی ناشائستہ حرکت کے سرزد ہونے کا مشاہدہ کیا۔ اس کو طلاق دینے سے پیشتر ایک آدمی نے جس کو اس عورت کی ناشائستہ حرکت کا حال معلوم ہو چکا تھا اس کے خاوند سے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ اپنی عورت کے حق میں نیکی کے ماسوا اور کوئی ذکر نہ کرنا چاہیے۔ چند روز بعد اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی۔ بعد طلاق دینے کے دوسری دفعہ اس نے پھر پوچھا تو اس آدمی نے جواب دیا کہ ایک وقت تک وہ میری تھی۔ اب میں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور وہ عورت اب میری نہیں ہے اس لئے مجھے کوئی حق نہیں کہ اس کی جدائی کے بعد برائی کروں۔

انہی تلک عشرہ کاملہ پر اکتفا کرتا ہوں باقی دوستی نبھانے میں خود بخود مشاہدہ میں آئیں گے۔

فقط والسلام

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۳ذوالحجہ، ۱۴۲۲ھ

☆.....☆.....☆